رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

سالانہ قیمت ے

نور افشاں

[illegible]

[illegible]

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۰	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۲۲ عیسوی	نمبر ۳۳

غزل

دلم در کوئے عیسیٰ جا گرفتہ ۔ کہ خیشش در دلم بالا گرفتہ
شکنج طرۂ زلف پریشاں ۔ شکیب خاطر ما را گرفتہ
خیال عشق گل بگذاشت بلبل ۔ غم آں عارض زیبا گرفتہ
ہوس دارم بسوئے وحشت رفتن ۔ دلم از مردم دنیا گرفتہ

نترسد نصیر از رنج دنیا
کسے کو ترا از عقبیٰ گرفتہ

تصحیح [illegible]

سیالکوٹ کنونشن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شیرنی کا دودھ

گزشتہ سے پیوستہ

جن اصحاب نے اس شیرابخانہ خراب کا بیان کہ ہم اپنے واعظوں سے ترشح کرتا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں انہوں نے ہمیں اس بڑے نام کے تماشے میں ہرگز غلطی نہیں کی بلکہ ایک سچی بات بیان کی شیرنی ہی کا دودھ ہے۔ دودھ اپنی حیرت انگیز طاقت سمجھنے میں بلاشک بے نظیر ثابت ہوا ہے یہی ایک دودھ ہے جس میں غضب کی بڑی طاقت پائی جاتی ہے کہ جس انسان کے حلق سے یہ دودھ نیچے اترا فوراً ہی پینے والے انسان میں ایک قسم کی ایسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ شیر کی اور ہاتھی کی سی طاقت تصور کرنے لگتا ہے۔ اس وقت وہ اپنے تئیں شیر ہاتھی سمجھنے لگتا ہے۔ لیکن اگر حقیقت آپ دریافت کریں تو یہ کہ شیر اور ہاتھی تو ہے وہ کیا ایک دس برس کے بچے سے شیرنی کے دودھ کے استعمال کرنے والے پیٹے جاتے ہیں۔ لات اور جوتے کھاتے ہیں۔ ہاں البتہ بدزبانی خلقی میں جانوروں کے ساتھ ہونے کے ضرور کرتے رہے ہیں۔ بدتہذیبی اور بدکلامی میں ہرگز دلیل نہیں ہوتے اس کے علاوہ اگر وہ کسی کو اس دودھ کی طاقت سے ڈرا دھمکا سکتے ہیں یا نہ دکھ پہنچا سکتے تو انہیں۔ اپنے بہن بھائیوں کو بیٹے اور بیٹیوں کو بیویوں کو اور اپنے دیگر ایسے رشتہ داروں کو جو کسی نہ کسی سبب سے دبے ہوں۔ مثلاً ساس کو جو اس ڈر سے جواب دینا پسند نہ کرتی ہوں کہ بیٹیوں کو تکلیف ہوگی یا بہنوئیوں کو جو اس ڈر سے جواب نہ دیں کہ بیویوں کو [illegible] گزرے گا بعض ایسے رشتہ دار اس خیال سے کہ برداشت کر لیتے ہوں کہ بنا بنایا کھیل نہ بگڑ جائے۔ یا اپنی نامردی بھی محبت کے باعث ترکی بہ ترکی جواب دینے سے معذور ہوں۔ یا انہیں اس دودھ کے پینے والے اگر ماتے ہیں

تو آنکھیں تو خوب دکھاتے ہیں۔ بعض رذیلانہ خصلت کے غلام بعض اوقات اپنے بوڑھے والدین کا حق بھی [illegible] سلوک سے نکال اور اس پاک گنگے بچے کے ہاتھ جاکر اچھی طرح ادا کر دیتے ہیں۔ اور وہ بیچارے محبت اور [illegible] پدری سے کچھ نہیں کہتے۔ اور برداشت کر لیتے ہیں۔ بیچارے گالیاں سن کر [illegible] نہیں کرتے۔ جبکہ ہوتا یہ ہے شیرنی کا دودھ پینے والے اسے خوشی کے پھولے نہیں سماتے۔ اور اپنے تئیں بہادروں کے سالار سمجھتے ہیں جیسے ٹیڑی اپنے تئیں بہادروں میں شمار کرتا ہے۔ ٹیڑی کی کہانی ناظرین سے پوشیدہ نہ ہوگی۔ لیکن ہم یہاں ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے درج کر دیتے ہیں۔

ٹیڑی ایک بہت چھوٹا سا پرندہ (چڑیا) ہوتا ہے جب وہ کبھی گیہوں کے نازک پودے پر جا بیٹھتا ہے تو گیہوں کا پودہ اس کے وزن سے زمین پر جھک جاتا ہے۔ میں ٹیڑی سمجھتا ہے کہ میں ایسا بہادر ہوں کہ میرے وزن سے درخت زمین پر جھک جاتے ہیں۔ ٹیڑی گیہوں کے نازک پودے کو بہت بڑا درخت تصور کر لیتا ہے۔ اور اپنی بہادری کے خیال کو دل میں رکھتے ہوئے جب وہ سوتا ہے تو اپنی دونوں ٹانگیں آسمان کی طرف اس خیال سے اٹھا رکھتا ہے کہ اگر آسمان گریگا تو اپنی دونوں ٹانگوں پر روک لونگا۔

بس بالکل ایسا ہی خیال اس شیرنی کے دودھ پینے والے جانوروں کا ہے۔ وہ اس دودھ کی طاقت سے بہرہ ور ہو کر اپنے بہن بھائیوں کو بیویوں کو عورت کے ذات ساری کو عورت دینے والے بہنوں کو اور بیٹے بیٹیوں کو بوڑھے ماں باپوں کو گالی گفتاری کرکے اور بیٹے کے ہاتھ دکھا کے اپنے دل میں اپنی اس بیہودہ بہادری پر نازاں ہوتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ محض اس محبت نے جو انہیں ہم سے ہے انہیں صبر اور ضبط کے ساتھ ہماری بدکلامی سنگ دل مار کھاکر برداشت کر لینے پر مجبور کیا ہے۔ ورنہ ہم ہیں کیا چیز جو اس گستاخی سے پیش آتے اور سزا پاتے

(باقی دارد)

یسوع مسیح دنیا کا نجات دہندہ

از جیمس سٹوکلہ

پولوس کا پہلا خط تمطاؤس کو ۱: ۱۵ یہ بات ہر طرح سے قبول کرنے کے لائق ہے کہ .... الخ

دنیا ان لوگوں کی گواہی قبول کرتی ہے جو نجات پا چکے ہیں یا نجات یافتہ ہیں۔ ہمارے ہاں ایک مثل مشہور ہے کہ کھانے کی لذت کھانا کھانے سے معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح آپ کو مناسب نہیں کہ آپ ان لوگوں کی باتیں سنیں جنہیں نجات کا تجربہ نہیں۔ جو لوگ مسیح کی ذات کے متعلق دلیلیں پیش کرتے یا قیاس و نکتہ چینی کرتے ہیں جب تک وہ اس شخص [illegible] اور ذاتی تجربہ حاصل نہ کریں۔ ہرگز اس کام میں ماہر نہیں کہلا سکتے۔

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں کہ خدا کس کس کو بچا سکتا ہے تو مجھ جیسے شخص کے پاس جائیں مجھ سے اس نے دور کیا کہیں تیرہ برس تک جاگتا رہا کیونکہ خدا کا قائل کرنے والا ہاتھ مجھ پر تھا مگر میں مسیح سے باغی تھا۔ میرا تمدنی منصب اور عادات زندگی خدا کے مقصد کے خلاف تھیں۔ ناچار مجھے اپنے تئیں مسیح کے حوالے کرنا پڑا جس وقت میں نے ایسا کیا

ملٹا پادری جے سمتھ امریکہ کے بڑے مشہور واعظ ہیں تو آپ کے وعظ سننے کے واسطے ہر چہار طرف سے لوگ جوق جوق آتے ہیں آپ دن میں تین بار وعظ فرماتے ہیں۔ امریکہ کے مذہبی اخباروں میں آپ کے وعظ شائع ہوتے ہیں۔ جلال الدین۔

نورافشان

مطبوعہ ۱۸ اگست ۱۹۲۲ء

مسیحی طریق تبلیغ

ہمعصر پیغام صلح اپنی تازہ اشاعت مطبوعہ ۲۰ جولائی میں عنوان بالا پر خامہ فرسائی کرتا ہوا لکھتا ہے۔

اسلام وہ مذہب ہے جس کے متعلق مسیح علیہ السلام نے فرمایا اور بالکل سچا فرمایا ہے کہ جو اس پتھر پر گریگا چور ہو جائیگا پر جس پر وہ گرے اسے پیس ڈالیگا (متی ۲۱: ۴۴) اسلام اس کی زندہ مثال مسیحیت کیلئے ہے۔ اسلام کے بالمقابل جب یہ مذہب آتا ہے۔ جب اس کو مقابلتاً اسلام کے سامنے اپنے آپ کو پیش کرنا پڑتا ہے تو آخر کار زک ہی اٹھانی پڑتی ہے .... خود عیسائی مصنفین اور ڈاکٹر زویمر جیسے خطرناک مسیحیوں کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ مسیحیت کے مدمقابل اگر کوئی ہے تو وہ اسلام ہے۔ پس اسلام کے مقابلہ میں رہکر جب مسیحی حضرات بحث و مباحثہ کا طریق اختیار کرنے کے بعد جس زک سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے وہ نہایت خطرناک اور ان کی تمام کوششوں پر پانی پھیرنے والی ہے اس لئے اب اسلامی ممالک میں جہاں نہیں اپنا طریق بدلنا پڑا ہے اور مسلمانوں میں تبلیغ کا خاص طریق اختیار کرنیکی تجویز ہوئی ہے الخ

اصل معاملہ یہ ہے

کہ امریکن اور انگلش پادری صاحبان نے نام کے مسلم ممالک میں مسیحی مذہب کی اشاعت پر کچھ لکھا اور اپنے تجربہ اور خیالات کے موافق مسیحیوں کو یہ بتلایا کہ چونکہ اسلام ہی مسیحیت کے مدمقابل مذہب ہے مسلمانوں میں کام کرنے کے لئے افضل طریق پر عمل پیرا ہونا چاہئے یہ ڈاکٹر زویمر کا خیال ہے۔ ڈاکٹر گولڈسیک نے مسلمانوں سے بحث مباحثے کے طریقہ کی طرفداری کی ہے۔ ڈاکٹر ٹسڈل نے بحث مباحثہ کے طریق کو مفید خیال کیا ہے جو نام کے مسلمانوں میں مسیحیت کی تبلیغ کا عمدہ طریق سمجھا گیا ہے وہ صرف ان میں انجیل سنانے کو سمجھا گیا ہے۔ یہ مضمون انٹرنیشنل ریویو آف مشنز سے پیغام صلح نے لیا اس پر آپ نے وہ حاشیہ چڑھایا ہے جو اوپر نقل کیا گیا ہے اور اس سے بڑھکر مسیحیت کے مقابل مرزائی فتوحات کے اپنے منہ سے ڈھول بجائے ہیں جنکو نظر انداز کرتے ہیں۔

نورافشان اور مسیحی طریق تبلیغ

نام کے مسلم ممالک میں اگر تبلیغ مسیحیت میں کامیابی نہیں ہوئی تو یہ کوئی پیغام صلح کے اسلام کی خوبی نہیں بلکہ غیر حقیقی اسلام کے جبر و تعدی کا نتیجہ ہے جس نے آجتک نام کے مسلمانوں کو کبھی مذہبی آزادی نہیں دی ہے۔ نہ غیر مذاہب کو اپنے ممالک میں اشاعت کی اجازت دی۔ ان ممالک میں مشنری ہندوستان کی طرح آزادی سے آجتک کام نہیں کر سکے نہ اپنے نئے نومریدوں کو بچانے کی طرح بچا سکے ہیں۔ ان ممالک میں کسی نام کے مسلم کا مسیحی ہونا موت کا پروانہ حاصل کر لینا ہے۔ پس ایسے ممالک میں مسیحیت کی عدم کامیابی پر تعجب ہو تو صرف ہمعصر پیغام صلح کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

پیغام صلح کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مسیحیت آپ کے اسلامی ممالک میں اپنے طریق تبلیغ میں ناکام ہی ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں پر دوسری طرف تو خود مرزا صاحب جیسے نامشاگردوں جمیعت اپنے [illegible] اسلام کے ساتھ انہیں اسلامی ممالک پر ورزان کی مسلمانی پر [illegible] چلے گئے کیا آپ کو مرزا صاحب کی وصیت یاد نہیں؟ تو ہم آپ کو سنا دیتے ہیں۔ مرزا صاحب فرمایا کرتے تھے۔

"کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ سلطان روم کی عملداری میں رہ کر ایک ہفتہ میں اپنے گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک ہفتہ ہی میں تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے۔ تم تمام اسلامی مخالف علما کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کرنے کے لئے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ تمام ممالک اسلامیہ کی نسبت تمہارے نسبت یہی کہ تم واجب القتل ہو۔" ستارہ قیصرہ صفحہ ۲۳ و ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۰ مئی ۱۹۲۰ء میں جبکہ اسلام اور اسلامی ممالک کی یہ حقیقت ہے کہ وہ مرزائی اور احمدی اسلام اور مرزا صاحب و مرزائی اور احمدی صاحبان اور ان کی مسلمانی کے متعلق موت و فنا کے حکم رکھتے ہیں تو ایسے ممالک میں اگر مسیحیت کی تبلیغ نہ ہو سکی تو مسیحیت کی کیوں کسر شان سمجھی جاتی ہے؟

ہم اپنے فاضل معاصر کو یہ بات بھی یاد کراتے ہیں کہ دین اسلام عام طور سے مسیحیوں پر ایک راز سربستہ ہے وہ اسے سمجھتے ہی نہیں اور یہ کمی صرف مسیحیوں میں پائی نہیں جاتی۔ بلکہ خود مدعیان اسلام اسلام کے علم و عرفان سے محروم ہیں۔ ایسے حال میں مشنری صاحبان کا نام کے اسلامی ممالک میں مسیحیت کی تبلیغ کے مختلف طریقے تجویز کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے جو طریقہ مسیحیت کی تبلیغ کا موثر ہوگا اس پر آگے کو عملدرآمد ہوتا رہیگا۔ ناقص طریقے چھوڑ جائینگے۔ اس میں کوئی بری بات نہیں ہے۔

آخر میں جو آپ نے مرزا صاحب کی مسیحیت پنجابی فتوحات کا ذکر کیا ہے۔ آگے تمام ہندوستان جانتا ہے

مرزا صاحب نے جو امرتسری مباحثہ سے پیشتر محمدی قوم کو اپنی مریدی میں لپیٹنا شروع کیا ہوا تھا وہ مرتضوی مباحثے نے ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ مسیحیت کی مرزائیت پر کامل فتح کا یہ ادنیٰ ثبوت ہے۔ پھر بھلا آپ مرزا صاحب کی مسیحیت پر فتح کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں مسیحیوں کا کوئی گناہ مرزا صاحب کے آگے پر نہ آیا تھا۔

ایک آپ بیتی

ایک وکیل عدالت میں ایک گواہ سے پوچھنے لگا۔ کیوں رے تو دوم کو جانتا ہے؟

گواہ۔ اس جناب میں بیس سال سے اسے جانتا ہوں۔

وکیل۔ بہت خوب۔ کیا تمہیں یاد ہے کہ وہ کبھی اس عدالت میں آیا ہو؟

گواہ۔ کبھی کیا؟ سینکڑوں ہزاروں دفعہ آیا ہوا۔

وکیل۔ (تعجب سے) کس طرح وہ آیا ہوا؟

گواہ۔ وہ باجہ بجانے کی کمپنی میں ڈھول بجانے پر ملازم تھا۔

کچھ کچھ اسی طرح کا قصہ پادری مکلیوں صاحب نے ہمیں ثابت کیا ہے۔ جو ناظرین کرام کی نظروں سے گذر چکا ہے۔ مگر حقیقت حال ذیل میں سناتے ہیں۔ امید ہے کہ ہماری بھی سنی جائیگی۔

قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی

ہم نور افشاں کی تازہ اشاعت مطبوعہ ۴ اگست میں پادری جے مکلیوں صاحب کا جواب الجواب پڑھکر نہایت خوش ہوئے۔ نمبر ۳۰ کے جوابات کا ہمیں صفحت میں مقروض بنایا گیا ہو جواب پیشتر دیا جاچکا ہے توجہ سے پڑھا نہیں۔ مگر آپ کو ان نمبروں کا جواب نہیں ملا تو کرنا آپ نے اسے تسلیم کرنا تھا۔ ان کے جوابوں پر بھی وہی صفائی کا ہاتھ پھیر دیتے جو ہماسے جوابوں پر پھیرا ہے۔ پھر شکوہ کرنا بے فائدہ تھا یا نہیں؟ بہرحال ہم آپ کے جواب الجواب کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

آپ ہمارے نام سے واقف ہونا چاہتے ہیں۔ ہمارا نام نور افشاں کے دفتر میں موجود ہے۔ ضرورت کے وقت نور افشاں نام شائع کرنے میں مختار ہے۔ پر بحث کے آخر تک ہم نام شائع کرنا نہیں چاہتے۔

ہندوستان کی موجودہ حالت

ہندوستان آزاد ملک نہیں ہے۔ اس کی اپنی حکومت نہیں ہے۔ اس پر غیر حکومت حکمران ہے۔ اس ملک کی کل آبادی مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں منقسم ہے۔ مسیحی آبادی کے دو حصے ہیں جو حکمران حکام اور دیسی مسیحیوں کے نام سے نامزد ہے۔ مسیحی حکام کو چھوڑ کر دیسی مسیحیوں کا شمار چالیس لاکھ کے قریب ہوگا۔ یہ تمام مسیحی اپنی قوم سے اور اپنے خاندانوں سے اپنی برادری اور اپنے دوستوں سے الگ ہوکر ہندوستانی قوم اور حکمران قوم کے بین درمیان جمع ہو گئے ہیں۔ ان کا اپنی قوم سے رشتہ مذہبی تبدیلی سے منقطع ہوگیا ہے۔ یورپین اقوام نے مذہبی مساوات کی بنا پر ان کو قومی حقوق نہیں دئیے چنانچہ دیسی مسیحی اپنی آبائی قوم اور حکمران قوم کے وسط میں رہ گئے۔ ان غریب مسیحیوں کو جو آج تک مصائب اٹھانے پڑے ہیں ان کا ذکر نور افشاں کے اوراق میں نہیں ہو سکتا۔ یہ تکالیف آبائی قوم اور حکمران قوم کے تلون مزاجی سے تو درپیش ہوئیں مسیحی صبر سے ان کو جھیلتے رہے اور آج تک جھیل رہے ہیں اور آگے کو جھیلتے رہیں گے۔

دوسری طرف آبائی اقوام کی اپنی بہتری اور بہبودی کی کوششوں سے جو قلبیت پیدا ہوتی رہی ہے مسیحی اس سے بھی بے خبر نہیں رہ سکے ہیں۔ ایک طرف گورنمنٹ کی وفاداری کا عقیدہ دوسری طرف قومی وفاداری کا اقتضا ہے۔ اور پھر زیادہ تکالیف کا تحمل بنا آیا ہے۔ قوم کے فرزندوں کا جامہ جوہر دل لینے کا اصرار مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو دہی دکھ میں مبتلا کر رہا ہے۔ مہربانی مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو جیل کی ہوا کھلا رہا ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے ہم نے جو گورنمنٹ اور قوم کے وفادار ہیں "قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی" کی سرخی ان تمام حالات پر چسپاں کر کے کلیسیا سے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کی خدمت کا جو مسیحی اصول مانتے ہوئے مختلف تکالیف کا شکار ہو رہے ہیں اور جیلخانوں میں جا بیٹھے ہیں مطالبہ کیا تھا اور یہ مطالبہ ہم آخر تک کرینگے۔ اس میں ہمیں کسی پادری کی مخالفت کی فکر نہیں ہے۔

ہمارے مضمون کی سرخی کے دوسرے اجزا

ہندوستان کی مسیحی آبادی کی تکالیف کو ظاہر کرنے کے لئے ہم سرخی زیر بحث میں لفظ "قید" ہی آیا ہے۔ مگر مسیحیوں کی تکالیف کا اسی پر اختتام نہیں ہے بلکہ لفظ قید مسیحیوں کی تکالیف کی فہرست کا آخری لفظ ہے مسیحیوں کی تکالیف کی پوری فہرست یوں آئی ہے

پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا۔ ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا۔ بیمار اور قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی۔ (متی ۲۵: ۴۱-۴۳) درحقیقت یہ کل آیات ہمارے مضمون زیر بحث کی سرخی ہیں جن میں سے بغرض اختصار ہم نے صرف



"قید میں تھا تم نے میری خبر لی" کی سرخی رکھی تھی مطلب اس قدر تھا کہ کلیسائے ہند اور خدام کلیسیا کو خداوند کی ضروریات سے حائل کا نتیجہ دکھا کر ہندوستان کی موجودہ ضروریات میں خدمت کے لئے ابھارا جائے

سرخی زیر بحث کا مطلب

آیات متذکرہ بالا میں بھوک۔ پیاس۔ پردیسی ہونا۔ ننگا پن۔ بیمار ہونا۔ قید میں ہونا۔ خداوند یسوع مسیح کی ذاتی تکلیفیں نہیں ہیں۔ وہ ذاتی طور سے ان تمام تکالیف سے آزاد ہے۔ اس کی یہ تکلیفیں اس کے وفادار مومنین کی تکلیفیں ہیں ہاں وہ جنہیں اللہ کھڑے ہونے والوں کی تکلیفیں ہیں۔ دیکھو آیت ۴۰ و ۴۵ کو چونکہ ہندوستان کے دیسی مسیحی خصوصاً کمی بیشی سے ان تمام تکلیفوں کا شکار ہیں۔ اس بیان کی آمادگی قوم کی مصیبتوں کے احساس کا اضافہ ہے۔ لہذا ہندوستان کی مسیحی اور غیر مسیحی آبادی کو یسوع مسیح کے شکوے یاد کرانے اور ان کو انہیں پورا کرنے کے لئے ابھارنا کوئی غیر موزوں کام نہ تھا جس پر پادری صاحب چراغ پا ہوگئے ہیں۔

تکالیف کی جو فہرست دی گئی ہے اس میں خصوصیت کے ساتھ صرف قید ہی ایسی تکلیف ہے جو حکومت سے علاقہ رکھتی ہے۔ شکایت قید کرنے والوں کی نہیں کی گئی بلکہ ان کی گئی ہے جو قید کی حالت میں یسوع مسیح کے مومنین کی خبر لینے نہیں گئے تھے۔ قید کرنیوالوں کی شکایت دوسری تمثیل میں کی گئی ہے پس ہمارے مضمون کی یہ سرخی تھی اور یہ اس کا ہم نے مطلب لیا تھا۔

ہمارا مضمون مطبوعہ ۹ جون ۱۹۲۲ء

جو مختصر مضمون ہم میں اور پادری سکلین صاحب میں باعث اختلاف ہے۔ اس کی سرخی کے الفاظ یوں آئے ہیں "قید میں تھا تم نے میری خبر لی" اس تمام مضمون میں نہ کہیں عدم تعاون آیا ہے۔ نہ عدم تشدد آیا ہے۔ نہ تاج برطانیہ آیا ہے۔ نہ عدم تعاونیوں کے مسیحی ہونے کا۔ نہ مسٹر گاندھی کی مسیحیت کا۔ نہ عدم تعاونیوں کے ساتھ خداوند کے جیل میں قید ہونے کا ذکر ہے۔ یا کسی اور کے خداوند کے دہنے بائیں کھڑے ہونے کا ذکر آیا ہے۔ معزز ناظرین مضمون زیر بحث کو پھر پڑھ کر ہماری صداقت کا امتحان کر سکتے ہیں۔ ہم نے اس مضمون میں گزارش کی اور اپنی قوم اور خداوند کے وفادار بر گز کا کر (۱) قوم اپنے لائق فرزندوں کے جیل میں جانے کے سبب سے جو غیر مسیحی اور مسیحی ہیں مسیحی کلیسیا اور اس کے خدام کی خدمات کی محتاج ہے (۲) قوم کی خدمت قوم کے مصیبت زدہ فرزندوں کی خدمت ہے جو جیل خانوں میں قید ہیں۔ ان میں جو خداوند کے بندے ہیں یسوع مسیح ان کے ساتھ آج جیل میں قید ہے (۳) کلیسیا اور اس کے خدام کا قوم اور اس کے فرزندوں کے درمیان جو کچھ اصولوں کی پانے کی کوشش کرتے ہوئے جیل خانوں میں جا چکے ہیں اور جو مسیحی ہونے کو تیار ہیں کی خدمت ذکر نہ یسوع مسیح کی روح کی مزاحمت کرنا ہے۔ یہ ہمارے مضمون زیر بحث کا مطلب و خلاصہ ہے۔ چاہئے تو یہ بات تھی کہ آپ ہماری اپیل کو منظور کرکے کلیسیا کو قومی خدمت انجام دینے کو ابھارتے لیکن آپ قومی خدمت کی مخالفت کرنے کو تل کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی سبب سے ہمیں پھر آپ کا خیر مقدم کرنا پڑا ہے جس کے لئے ہم معافی چاہتے ہیں۔

پادری صاحب کی متی ۲۵: ۳۲ پر تفسیر

جو تفسیر آپ نے اس آیت کی کی ہے وہ اپنے آپ میں درست ہے پر اسے ہمارے مضمون کی سرخی کے موقعہ اور بے موقعہ کو ظاہر کرنے کے لئے پیش کر دینا ارادۃً مغالطہ دہی کے لئے تھا جس سے آپ نے دہنے بائیں کے لوگوں کی بحث شروع کرکے ناحق اپنی بیٹری کو گدلا کر دیا۔ پھر ان کے لئے آپ کو خداوند کے دہنے بائیں کھڑا کرنے کی فکر پڑ گئی۔ پھر آپ کی اس تاویل کے لئے ہم سے استفسار کرنا پڑا کہ ان کی پہچان خداوند کی کس طرف کھڑے ہونگے وہ ملعون ہونگے یا مبارک ہونگے بھیڑیں ہونگے یا بکریاں ہونگے۔ مسیحی ہونگے یا غیر مسیحی ہونگے جاہل ہونگے یا کچھ اور ہونگے! یہ تمام باتیں گو بجائے خود قابل استفسار ہوں۔ مگر ان کا ہمارے مضمون مطبوعہ ۹ جون کی سرخی سے یا مضمون سے کچھ تعلق نہ تھا۔ نہ اب کچھ تعلق ہے۔ ان سے محض آپ نے ان کو ہمارے کے خلاف کچھ کہنے سننے کا بہانہ بنایا اور قومی خدمت سے معذور رہنے کی راہ نکالی۔ ورنہ ہم نہیں جانتے کہ آپ کو مضمون زیر بحث کے متعلق یہ تمام باتیں سوجھیں ہی کیونکر آپ کیوں ہمیں مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ ہم صاف صاف آپ سے عرض کرتے ہیں کہ نہ تو مسٹر گاندھی نہ ان کے پیروکار مسیحی ہیں۔ کیا کبھی ان میں سے ایک نے یہیں اظہار کیا کہ میں مسیحی ہوں پھر فرماتے ہیں کہ ہم اپنے سارے دعوے کو واپس لینے کو تیار ہیں۔ اگر آپ ان میں سے دو ایک صاحبوں کے نام لکھ کر ہمیں ناظرین نور افشاں کے سامنے پیش کر دیں۔ یہ تمام مباحث اور مطالب آپ کے صاف مغالطے ہیں۔

آپ سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ ہم ان تمام باتوں کا کیوں جواب دیں؟ ان کا ہمارے مضمون زیر بحث سے کیا رشتہ ہے ہم آپ کے ان تمام مغالطوں کو آپ کے ہی خیالات میں آپ کے ہی سپرد کیوں نہ کریں کہ آپ ان کو اپنے پاس رکھ چھوڑیں۔ ان تمام باتوں کا نزول تو آپ کے خیال میں ہو۔ اور ان کا جواب ہم دیں۔ یہ اچھی سوجھی ہے؟

پر ہم آپ کی خاطر جواب بھی دے چکے

ہم بتلا چکے کہ وقت سے پہلے بڑی تقسیم کرنا۔ کسی کو دہنے یا کسی کو بائیں کھڑا کرنا۔ کسی کو ملعون اور کسی کو ابھی سے مبارک کر دینا۔ کسی کو بھیڑ اور کسی کو بکری

نشہر) پادری میکلین صاحب کو معلوم نہیں ہے۔ اس کام میں دخل اندازی خدا کے کام میں دخل اندازی ہے۔ یہ کام خداوند کا ہے وہی وقت پر آکر کریگا۔ جو تقسیم قبل از وقت پادری صاحب نے کی ہے اس سے حقیقی مسیحی اور غیر مسیحی کا اصل امتیاز قائم نہیں ہوتا ہے۔ ابھی دیکھئے کہ بائیں طرف کے لوگ بچائے گئے ہیں اور داہنی طرف کے لوگ اپنی طرف رہتے ہی ہیں۔ اس لئے قبل از وقت پادری صاحب بڑی تقسیم کرنے سے دست بردار ہوں۔ ہم نے کہا کہ زمانہ حاضرہ میں ہندوستان کے جیلخانوں میں اپنے بندوں کے ساتھ یسوع مسیح قید ہے۔ اس کے چند بندوں کے نام بھی بتلائے۔ ہم عدم تشدد و عدم تعاون کے اصول کو مسیحی اصول بتلا چکے۔ ہم یہ بھی کہہ چکے کہ عدم تعاونی اصحاب نے عدم تشدد و عدم تعاون کے اصول پر عمل کر کے جیل خانوں میں سکونت کی ہے۔ یہ ان کے مسیحی ہونے کی کوششوں میں ایک کوشش ہے۔ پھر ہم نے یہ بات بھی بتلائی کہ عدم تعاونی ہمارے مخدوم ہونے کے لائق ہیں۔ ان کی بابت نہ صرف غیر عدم تعاونی صاحبان کے خیالات پیش کئے بلکہ عدم تعاونیوں کے اقرارات بھی پیش کئے اور یہ بھی بتلایا کہ ہمارا وفادار گورنمنٹ ہو کر عدم تعاونی اصحاب سے ہمدرد ہونا ایک دوسرے کی ضد نہیں ہے۔ یہ پادری صاحب نے ہماری تمام باتیں سیکشن میں بیٹھ کر سنیں جن کا جواب انہوں نے رد دیا ہے جو ناظرین کی نظروں سے ۱۰ اگست کے نور افشاں میں گذر چکا ہے۔ (باقی آئندہ)

یاد رفتگان

جب کوئی بزرگ گذرتا ہے۔ یا عزیز داغ مفارقت دے جاتا ہے۔ زخم تازہ ہو جاتا ہے۔ آنسو پونچھ کر کوئی پھر قلم پکڑ لیتا ہے۔ ایک آدھ صفحہ سیاہ کرکے چٹخارا لے لیتا ہے۔ کیا ہی پیارا ہے۔ نور افشاں نے کیسے جانگداز سانحہ کی خبر دی۔ آہ۔ میدان مباحثہ کے پہلوان پادری جوالا سنگھ صاحب چل بسے۔ یہ وہ مرد میدان تھے کہ آج تک کبھی کسی میدان میں پیٹھ نہ دکھائی۔ تمام ہندوستان میں ان کی دھاک بندھی ہوئی تھی۔ کیا کوئی نہیں جو ان کے حالات قلمبند کرے۔ مجھے امید نہیں کہ کوئی صاحب اس قدر تکلیف گوارا کرے اور ان کی یاد کو قائم رکھے۔ یو پی والے ان کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔ مرحوم تھے تو پنجابی۔ مگر پنجاب میں رہے نہیں۔ اس واسطے پنجابی ان کے حالات سے کم واقف ہیں۔ مگر ہوں بھی تو ان سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ کئی ایک مرحوم جن کے دلچسپ اور مفید حالات اب تک کسی نے نہیں لکھے۔ پنجابیوں میں لکھنے والے نہیں۔ ایک آدھ مضمون لکھ دیا یا ترجمہ کر لیا اور بات ہے مگر بائیوگرافی لکھنا اخبار کا مضمون نہیں کہ جو من میں آیا دھڑ گھسیٹا۔ پنجابی بہت بے پرواہ ہیں۔ بزرگوں کی قدر نہیں جانتے۔ اگر جانتے تو کیا مرحوم پادری ٹامس ہاول کی وقعت کوئی نہ کرتا۔ چین کے پاسٹر ڈنگ کے حالات تو دنیا میں شائع ہو دیں مگر پاسٹر ہاول کو کوئی نہ جانے بلکہ پاسٹر آج تک پنجاب میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ پادری تو درجنوں ہیں مگر پاسٹر کہاں۔ کئی بار سوسائٹی کی تحریک کی گئی کہ بزرگوں کے حالات شائع ہو دیں۔ مگر

گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو
از شما یک تن نہ شد اسرار جو

مجھے اب ایسا یقین ہے کہ کسی نے کچھ نہیں لکھنا۔ پنجاب میں سب سے بڑا بہادر مشنری۔ محنتی مشنری۔ فرشتہ مشنری جس کی محنتوں کے پھل سے تمام پنجاب بھرا ہے۔ مرحوم پادری بیٹمن صاحب جن کی لائف مسٹر کلارک (سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور) نے لکھی ہے انگریزی میں ایک ضخیم کتاب ہے اس میں بہت دلچسپ حالات ہیں۔ افسوس ہے کہ اب تک اس کے ترجمہ کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی۔ خود تو پنجابی لکھنے سے رہے ترجمہ بھی نہیں کر سکتے۔ مرحوم کے بیسیوں ایجوکیٹڈ شاگرد ہیں اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے نہ صرف مرحوم سے روحانی فیض حاصل کئے۔ بلکہ جو ان کی دنیوی حالت ہے وہ بھی مرحوم کی طفیل ہے۔ انگریزی لائف چھپ گئی۔ دیر ہو گئی مگر کیا فائدہ۔ یہ تو پنجابیوں کے واسطے ضروری تھی۔ تاکہ سب لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے۔ مرحوم کے شاگرد نہ صرف ترجمہ کرنے کی لیاقت رکھتے ہیں بلکہ صاحب ثروت ہیں۔ چھپوا کر مفت میں شائع کرنے کی توفیق رکھتے ہیں۔ کاش آج مرحوم پادری وارث الدین صاحب زندہ ہوتے تو وہ اس کام کو ضرور اپنے ہاتھ میں لیتے۔

کہاں ہیں مندرجہ ذیل ان کے روحانی بچے۔ وہ مرحوم کی انگریزی لائف کو اردو کا جامہ پہنا کر شائع کریں ڈاکٹر ڈی۔ این۔ پی دتا۔ ڈاکٹر مطارو۔ ڈاکٹر ناصر کشن۔ پادری احسان اللہ۔ پادری سالک۔ پادری گھوش۔ پادری جیرج۔ پادری کے۔ این دینا ناتھ۔ ودھا داس قیل۔ آل دی مہو پارٹی۔ غرض کہ تمام نامور۔ کیوں کوئی ہمت کریگا کہ کوئی حق نمک ادا کریگا جو سابقہ۔ آپ جانتے ہیں۔

سچ کہتے ہیں کہ جب آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے تو عقل چرنے چلی جاتی ہے

ہمارے بزرگ برادر پادری ہے میکلین صاحب اہل قلم میں سے اول درجہ پر ہیں۔ مگر اب بڑھاپے نے ہوش بھلا دیئے ہے۔ ان سے کوئی پوچھے کہ کس بات پر سر کھپائی کر رہے ہیں۔ **قید میں تھا تم میرے پاس نہیں آسکے۔** پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ اس آیت شریف

کا ادعا کیا۔ اصل میں نور افشاں میں صرف ایک نوٹ تھا جس سے صرف ہمدردی کا خیال تھا۔ اب تو حقیقت کی طرف اُلٹے جا رہے ہیں۔ پادری صاحب ناحق وقت ضائع کر رہے ہیں۔ کوئی مفید مضمون لو۔ دنیا سے جاتے جاتے کچھ دنیا کو دے جاؤ۔ مرد اگلی بھائی جی گھڑ جاؤ اس فضول جھگڑے کو چھوڑ دو۔ کلیسیا کو کوئی اچھا نسخہ بتا جاؤ کہ آپ کے بعد جوان کیا کریں۔ کیونکہ خداوند کا جلال ظاہر کریں۔ دیکھئے میں تو بڑھا ہوں مگر اب تک عقل کی باتیں لکھتا ہوں۔ آپ کرم سے کم میری پیروی کریں۔ برادرم غصہ ترک کرو۔

آپ کا بھائی۔ واعظ

اسرارِ حیات

نمبر ششم

زمین پر جانداروں کا آغاز کس طرح ہوا

از قلم منشی حشمت اللہ قریشی منشی فاضل محمود کارٹ ڈو
بلڈنگ نمبر ۱۳

قیاسِ ثانی:۔ لیکن بعض سائنسدانوں کا خیال ہے کہ مادہ ہی سے جاندار خود بخود پیدا ہو گئے تھے یعنی کسی ستارے سے زندگی کا مادہ نہیں آیا۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ اگر ایک دفعہ بے جان مادہ سے جاندار پیدا ہو گئے تھے تو ممکن ہے کہ اس وقت بھی سائنسدانوں کی نظر سے پوشیدہ یہ عمل جاری ہو اور ممکن ہے کہ سائنسدان ہی کبھی نہ کبھی بے جان مادہ سے جاندار پیدا کریں۔ گو اب تک پیدا نہ کر سکے ہوں۔

بے جان مادہ سے جاندار پیدا کر لینے کے حامی پروفیسر شیفر صاحب ہیں۔ پروفیسر موصوف نے جو ڈنڈی میں ۱۹۱۲ء میں بحیثیت پریزیڈنٹ برٹش ایسوسی ایشن پڑھا تھا۔ اس میں انہوں نے مندرجہ بالا خیال کی تردید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ زندگی کے دوسرے ستاروں سے یہاں منتقل ہونے والی تھیوریاں ان سے آغاز زندگی کا پیچیدہ سوال بالکل ہی حل نہیں ہوتا۔ ہم اپنے اوپر سے بلا ٹالنے کے لئے آغاز زندگی کا سوال صرف اس کرہ سے کسی ایسے کرہ پر ڈال دیتے ہیں کہ جہاں تک ہماری رسائی نہ ہو سکے۔ آغاز زندگی کی بابت اس قسم کی تھیوریاں نہایت غیر ممکن ہیں۔ وہ صرف ہماری لاعلمی ہی ظاہر کرتی ہیں۔ بلکہ صحیح علم کے راستے میں بڑی بھاری روکاوٹیں ہیں۔ اس کی نسبت تو مسئلہ ارتقاء جو اس سوال کا حل پیش کرتا ہے وہ کہیں زیادہ قابل پذیرائی ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ زندگی مادہ کی ایک خاص حالت کا نام ہے اور زندگی کے متعلق سوالات بھی دراصل مادے کے متعلق سوالات ہیں۔ کیونکہ ہم مادے کے بغیر زندگی کا وجود تصور میں بھی نہیں لا سکتے۔ جاندار بھی اپنی طبعی و کیمیاوی طاقتوں اور قوانین کے ماتحت ہیں جن کے زیر اثر بے جان مادہ ہے۔ زندہ ہونے کی ایک معمولی علامت خود بخود حرکت کرنے کی طاقت سمجھی جاتی ہے۔ ہم کسی آدمی یا کتے یا پرندے کو حرکت کرتے دیکھتے ہیں تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ وہ زندہ ہے۔ خوردبین کے نیچے پانی کے قطرے میں کئی جاندار حرکت کرتے نظر آتے ہیں اور ہم بے ساختہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں لیکن سائنسدان اس قسم کی حرکت* ایسے مادے میں بھی دکھاتے ہیں جسکو ہر کسی طرح بھی جاندار نہیں کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً اگر تیل کی ایک بوند پانی کی ایک بوند میں رکھ کر خوردبین کے ساتھ دیکھی جائے تو وہ ایسا جاندار کی مانند اپنی صورت بدلتی اور حرکت کرتی ہوئی نظر آئیگی۔ جانداروں کی اور بھی کئی صفات ہیں مثلاً مادہ کو اپنے اندر (بطور خوراک) جذب کرنا اور اس سے اپنے جسم کا مادہ تعمیر کر لینا لیکن خاص حالتوں میں بے جان مادہ بھی اپنے ارد گرد سے اپنے اندر مادہ جذب کر لیتا ہے۔ اور اس کی بدولت بڑھتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ نشوونما پا کر بڑھنا اور اپنے جیسا پیدا کرنا جاندار کی علامت ہے تو یہ بھی درست نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مختلف کرسٹل (یعنی جو بعض بے جان مادے اپنی مخصوص حالت میں خاص شکل اختیار کرتے ہیں) اگر اسی مادے میں ہوں جس سے وہ بنے ہوں تو وہ بھی مادہ جذب کر کے بڑے ہوتے اور بعد میں اپنی ہی صورت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔

ارتقائے حیات کے بارے میں پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ یہ قیاس کہ حیات کا ظہور یکایک ہو گیا اور اجسام غیر ذی حیات سے اس کا کوئی تعلق نہیں قابل اعتبار نہیں۔ دنیا میں فوق* العادت مداخلت کی ضرورت نہیں۔ جیسے قانون ارتقا کے مطابق تدریجی مدارج ارتقا طے کرتی ہوئی پیدا ہوئی ہے بہت سے سائنسدانوں کا خیال ہے کہ حیات اس دنیا میں کسی دوسرے جرم فلکی سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن جہاں تک ہم کو قانون ارتقا کا علم اور یقین ہے اس کی بنا پر ہم اس رائے کو صحیح نہیں سمجھتے۔ البتہ اس سے ہم کو انکار نہیں کہ

---

*فٹ نوٹ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے بعض حرکات اپنی کیفی و حسی۔ قسری بالخصوص حرکت بالارادہ پر غور ہی نہیں کیا۔ اگر کرتے تو صحیح نتیجے پر پہنچ جاتے۔

حشمت عفی عنہ

*فٹ نوٹ:۔ اس کے جواب میں دیکھو سر ڈاکٹر رسل والس صاحب کی تصنیف ڈارون ازم۔

ممکن ہے کہ اس دنیا کے سوا کائنات کے دوسرے حصوں میں حیات کا وجود ہو۔ ارتقائے حیات کو تسلیم کرنے کے بعد صاف نظر آتا ہے کہ اجسام ذی حیات اور غیر ذی حیات کے مابین ایک طولانی سلسلہ ایسے اجسام کا پیدا ہوتا رہا کہ جس کی سرحد معدوم سی معلوم ہوتی ہے اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کو موقوف سمجھیں۔ اس خیال کا ماننا میں علاوہ مادے کے ایک الگ خاص طاقت ہے جس کے اطلاق سے وہ وہ کام کرتا ہے جو بیجان مادہ نہیں کر سکتا۔ پروفیسر صاحب کی رائے میں اب خاتمہ ہو چکا ہے۔ جاندار مادے کے اجزا کو تعمیر کرنے کی کوششیں کافی طور پر کامیاب ہوئی ہیں اور جب کیمیا دان اس قسم کے مادے کو بنا لینگے کہ جس قسم کا مادہ جانوروں میں پایا جاتا ہے تو وہ مصنوعی طور پر تیار کیا ہوا مادہ بھی جاندار ہوگا۔ ایسے قیاسی خیالات کی بنا پر ہی پروفیسر شیفر صاحب نے یہ دلچسپ رائے قائم کی ہے کہ "وہ دن جبکہ سائنسدان زندہ مادہ بنا لینگے اتنا دور نہیں جتنا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے"۔

لیکن یاد رہے کہ این خیال است و محال است و جنون۔ یہ صرف پروفیسر صاحب کی **مجذوبانہ بڑ** ہے اور یہیں صرف قیاسی گھوڑے دوڑائے ہیں اور صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ جس میں صداقت نام کو بھی نہیں پائی جاتی۔ نیچر کا قطعی اصول ہے یہ ہے کہ **زندگی ہی سے زندگی پیدا ہو سکتی ہے**۔ اجسام ذی حیات کی ابتدائی زندگی کے لئے **حیات بخش علت** اولیٰ کی ضرورت ہے۔ جو خود بھی حیات ازلی۔ حکمت۔ ارادہ اور قدرت رکھتی ہو۔ کوئی شے اپنی علت آپ نہیں ہو سکتی۔ زندہ اشیاء سے زندہ پروٹوپلیزم پیدا ہو سکتے ہیں۔ مادہ سے وہ خود ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے۔ اگر بالفرض محال یہ بھی تھوڑی دیر کے لئے تسلیم کر لیں کہ ہم کسی ترکیب سے اپنے کیمیائی شیشوں میں بے جان اجسام سے جاندار اجسام پیدا کر لیں۔ تاہم پھر بھی ہمیں یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہم جاندار کی اصلی اور حقیقی **ماہیت** کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور نہ مادہ کی صفات کو جو اس میں پائی جاتی ہیں پیدا کرنے پر قادر ہیں۔

پروفیسر سوبرٹ صاحب (جرمنی) جو نہایت ہی قابل اور چوٹی کے مستند سائنسدان ہیں لکھتے ہیں کہ پروفیسر شیفر صاحب نے مادہ سے جاندار پیدا کر لینے کا جو دعویٰ کیا ہے وہ سراسر باطل ہے کیونکہ کیمسٹری کے وسیلے سے ہزارہا اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ مگر ایک شے بھی آج تک ایسی تیار نہیں ہو سکی کہ جس کے اندر **جان** ہو۔ یہ ایک **راز سربستہ** ہے جس کے انکشاف سے سائنس قطعی **عاجز** ہے۔

یہاں پر یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دو چیزیں انسان کی طاقت اور دسترس سے قطعی باہر ہیں۔ ان کو صانع برحق نے اپنے ہی اختیار اور زیر حکم رکھا ہے۔ وہ دو چیزیں **زندگی اور موت** ہیں۔ ہزار کوشش کیا کرو کہ کسی ترکیب سے زندگی پیدا کر لی جائے اور موت کو روک دیا جائے یہ **ناممکن** ہے۔ فقط

شادی خانہ آبادی

مورخہ ۹ اگست سنہ روانِ تاریخ اجنالہ میں قابل یادگار رہے۔ اجنالہ اگرچہ بذات خود ایک چھوٹا سا گاؤں ہے لیکن رونق کے موقعوں پر دیگر بڑے بڑے قصبوں اور شہروں سے با سہولیت مقابلہ کر سکتا ہے۔ مدت مدید سے ہر کس و ناکس کو اس مبارک روز کی انتظاری نے عجیب کشمکش میں ڈال رکھا تھا۔ آخرکار نہایت ہی انتظاری کے بعد شفق شرق نے اپنی روشنی سے اس مبارک دن کو منور کر دیا۔ آفتاب کے طلوع سے اس کے غروب تک عجیب سماں رہا تھا۔ اس روز مبارک کو جو کہ تبلیغ گرمی سے پُر تھا۔ جناب پادری صاحب جابر مسیح کی دختر نیک اختر کی رسم ازدواج ماسٹر آرنلسٹ کرنیل داس سے جو کہ ڈیرہ اسمٰعیلخاں میں ڈرائنگ ماسٹری کے عہدہ پر متعین ہیں قرار دی گئی۔

مکرمہ بالا تاریخ کو ربیعی ۹ اگست، مذکورہ بالا اشخاص کی پاک رسم نکاح جناب بزرگ پادری صاحب جسونت سنگھ بوقت ۵ بجے شام کو عمل میں آئی گرجا گھر کھچا کھچ بھرا ہوا تھا بلکہ بہت سے اشخاص کو کھڑا ہونا پڑا اور اس کے علاوہ نواحی کے گاؤں سے ہندو مسلمانوں نے بڑے روادار کھچا ہوا تھا۔ مختلف مذہب کے افراد جمع ہوئے تھے۔ سو پادری صاحب موصوف کو اس پر رونق کے لئے مبارک۔ دولہا اور دلہن غیر معمولی طور پر مقررہ وقت سے کوئی پانچ منٹ پیشتر از وقت بزرگ پادری صاحب کے روبرو گرجا گھر میں سجدہ کی سے سر جھکائے ہوئے کھڑے تھے۔ پاک نکاح کی رسم بزرگ پادری صاحب جسونت سنگھ نے نہایت ہی دھیمی اور سنجیدہ مگر مسحور کن آواز میں ادا کی۔ سو دوران عبادت میں دولہا نے اپنے گھر کی محبت کا اظہار بلا ناغہ روزانہ سے کیا ہر دو دولہا اور دولہن نہایت قیمتی لباس میں ملبوس تھے۔

عبادت کے اختتام پر تمام صاحبان پادری صاحب موصوف کے دردولت پر جو کہ گرجا سے چند قدم کے فاصلہ پر واقع ہے تشریف لے گئے۔ جس جگہ کہ اکل و شرب کا انتظام کیا گیا تھا۔ کمرہ میں داخل ہوتے ہی عجیب سماں دیکھا۔ ہر ایک کے چہرے سے بشاشت ٹپک رہی تھی۔ پنکھے چل رہے تھے کوئی ادھر کوئی ادھر دوڑا پھرتا تھا۔ میزیں انگریزی و دیسی مٹھائی اور دیگر اشیاء خورد و نوش سے لدی ہوئی تھیں۔ دوران دعوت میں چند ایک سرود اور گیتوں سے حاضرین کو محظوظ کیا گیا۔ سرود بھی ایسے کہ ہنس ہنس کر پیٹ میں بل پڑ گئے۔

دعوت کے اختتام پر گانا ہوا اور سامعین کو بہت پسند آیا۔ سر اس کی کامیابی کے لئے دلھن کی چھوٹی بہن مس ایس جما پرسیج مبارک کی مستحق ہیں۔ تقریباً تین گھنٹے کے بعد ہر ایک برکتیں اور دعائیں دے کر اپنے اپنے گھر گئے۔ مسٹر رائے ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں متعین ہیں۔ سو ہم دعا کرتے ہیں کہ ان دونوں سے وہاں کے لوگ فیضیاب ہوں اور ان سے خداوند یسوع مسیح کا جلال ظاہر ہو اور خداوند ان کو ہر ایک برکت سے مالا مال کرے۔ آمین۔ فقط

نامہ نگار۔

کابل کے بنے ہوئے ہوائی جہاز

اخبار الوقائع العراقیہ رقمطراز ہے کہ امیر امان اللہ خاں ایک ہوائی جہاز پر سوار ہو کر بالائے حدود ہندوستان تشریف لے گئے اور قبائل وزیری کے نہایت جوش کے ساتھ مسرت کا اظہار کیا اس کے بعد امیر صاحب واپس کابل چلے گئے۔ کابل میں آن کا شاندار استقبال کیا گیا یہ بات خاص کر قابل ذکر ہے کہ ان کے جلوس میں جس قدر ہوائی جہاز تھے سب کابل کے بنے ہوئے تھے اور ان پر ایسے علم آویزاں تھے جن پر بیت الحرام کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ (اخبار اصلاح)

ڈاکوؤں کی ہوائی جہازوں کی مدد سے تلاش کی جائے

کراچی ۲۷ جولائی۔ اخبار ڈیلی گزٹ کا نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ ۲ سو مسلح ڈاکو کوہ اسود میں گشت لگا رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے دیہات کے لوگوں میں سخت دہشت پھیل ہوئی ہے۔ وہ اپنا قیمتی سامان جمع کرنے کی فکر میں ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ راؤ صاحب کچھ کی فوجی امداد کی ضرورت ہے اور اگر اس خرابی کو روکا نہ گیا تو کہیں مقامی بدمعاش بھی شامل نہ ہو گئے ہوں۔ یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ ڈاکوؤں کو ہوائی جہازوں کی مدد سے منتشر کر دیا جائے۔ (م)

چوری کے الزام میں ۵ گوروں کی سزایابی

بنگلور دائٹ دے منڈ کمپنی کی رو کار میں ٹرپ خانہ کے پانچ گوروں نے چوری کی تھی۔ جلال پور چھاؤنی نے پانچوں ملزمان کو ۲-۲ ماہ قید اور ۲۰-۲۰ روپیہ جرمانہ کی سزا دی ہے۔ (م)

امریکہ میں انگریزوں کی گرفتاری!

امریکہ کی پولیس نے ایک برطانی جہاز کی تلاشی لیکر برٹش لوگوں کو شراب فروخت کرنے کے جرم میں گرفتار کر لیا ہے۔ برطانوی سفیر نے اس کے خلاف صدا ئے احتجاج بلند کی۔ لیکن کچھ نہ ہوا حکومت امریکہ نے گورنمنٹ برطانیہ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ حدود امریکہ میں جہازوں پر شراب فروخت نہ کی جائے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں گرفتاریاں ہوئی ہیں۔ (اخبار عام)

روئی کی چار سو ملیں بند

لندن کا تار ہے۔ تجارت کی کساد بازاری کے باعث اولڈہم ماسٹر کاٹن سپنرس ایسوسی ایشن نے یہ سفارش کی ہے کہ ۱۰ اگست میں سالانہ تعطیلیں ایک ہفتہ کی بجائے چند روز کے لئے کر دی جائیں۔ وجہ یہ ہے کہ مال کم تیار ہوتا ہے اور جو تیار ہوتا ہے اسے کوئی پوچھتا نہیں۔ ہندوستانیوں کے بائیکاٹ سے اس وقت تک جو نتیجہ نکلا ہے وہ قابل غور ہے۔

انور پاشا کی افواج کو شکست

وسط ایشیا سے موصول شدہ تازہ خبریں مظہر ہیں کہ قبیلہ کی افواج جو انور پاشا کی رہنمائی میں روسیوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ انہیں وسط جولائی کے قریب سخت شکست ہوئی ہے اور بغاوت ختم ہو گئی ہے۔ پشاور میں سوداگروں کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اگر خریف کا شمالی حصہ تجارت کے لئے محفوظ ہے۔ (م)

ایک سب جج نے اپنے سررشتہ دار کو پیٹ ڈالا

گوجرانوالہ میں ایک سنسنی خیز واقعہ رونما ہوا۔ ڈاکٹر ڈی۔ سی مونڈ سیشن جج احمد آباد کو گوجرہ کے سب جج کے سررشتہ دار کا تار ملا کہ مجھے سب جج نے عدالت کے وقت میں مارا پیٹا ہے اور میری سخت بے عزتی کی ہے۔ اس پر مسٹر ڈاکٹر موصوف گوجرہ گئے اور وہاں انہوں نے سب جج سررشتہ دار اور پانچ دیگر اہلکاروں کے بیانات لئے اور بھی کئی



انھوں نے بیانات قلمبند کروانا چاہتے تھے۔ لیکن سیشن جج نے ان کو اپنے تحریری بیانات بذریعہ ڈاک بھیجنے کے لئے کہا۔ معلوم ہوا کہ سیشن جج صاحب اپنی رپورٹ تیار کر کے ضروری کارروائی کے لئے حکام بالا کی خدمت میں ارسال کرینگے (دار)

خبریں

لنڈن ۹ اگست کی خبر ہے کہ لنڈن کانفرنس منعقدہ لنڈن نے فرانس کے وزیر پائنکر کی مشورت کے قبول کرنے میں بالکل سکوت اختیار کیا۔ فرانس کی مشورت یہ تھی کہ تاوان قسط کی عدم ادائگی میں جرمنی کی کانوں اور اس کے جنگلوں پر ایکدم قبضہ کیا جائے۔ انگلینڈ اس مشورت سے اتفاق نہیں کر سکتا ہے۔ مگر فرانس اسی بات پر اڑا ہوا ہے۔

نیو فونڈ لینڈ ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ ریلیج ۱۸۱ گرزند جو خشکی پر چڑھ گیا ہے۔ بعد کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ گرزند مذکور کے کٹھانے سے چار شخص مرے ہیں۔ ہیلیفاکس کی خبر ہے کہ چھ آدمی مرے اور آخری خبر ہے کہ ۱۷ آدمی لاپتہ ہیں

قسطنطنیہ ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ یونانی افواج تھریس کے سرحدی خطے سے باہر ہو گئی ہے۔

پیرس ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ دول متحدہ کی افواج ترکی کی یونان سے حفاظت کرنے کے لئے ترکی کی حدمیں پہنچ گئی ہیں۔

کلکتہ میں تار پہنچا ہے کہ میجر بلیک ریل سے کلکتہ پہنچینگے اور سیکلن اور میلن ہوائی جہازوں سے۔

مدراس ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ آنے والی سردیوں میں مسٹر ایسنگو ہندوستان میں تشریف لائینگے۔

لنڈن ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ زرین اب تک فوجی اختیار کے ماتحت ہے۔ سرکشی شروع ہوئی تھی۔

لنڈن ۱۰ اگست کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آئرلینڈ اب یکمہ خانہ جنگی کی آگ میں جل رہا ہے

لنڈن ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ انگلینڈ سے بمبئے آنے کا خاص ہوائی راستہ قاہرہ سے کلکتہ کی راہ تجویز کیا گیا ہے۔ جو صرف پانچ دن کا راستہ ہوگا۔

لنڈن ۱۰ اگست کی خبر ہے کہ سٹیمر ٹورنٹو کے تمام ملاح جو ٹاٹن سے ۱۰۰ میل کے فاصلہ پر غرق ہو گیا تھا سمندر سے نکال کر بچا لے گئے اور ان کو بر بیرجیوں میں خشکی پر اتارا گیا۔

مسٹر سی۔ آر داس بنگال کا مشہور عدم تعاون ۲ ماہ کی قید کاٹ کر رہا ہو گیا ہے

جرمنی پر برے دن ابھی آرہے ہیں۔ اجناس کی قیمتیں چڑھ رہی ہیں۔

لنڈن ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ مسٹر لوئڈ جارج اور پائنکر اور ایم تھیونس کی ۶ گھنٹے باہمی جنگ ہوتی رہی۔ آخر کار پائنکر کی مشورت کو مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔

لنڈن ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ کارک واقعہ آئرلینڈ میں سخت جنگ ہوئی ہے۔ عمارات فنا اور آدھا شہر آگ سے جل رہا ہے۔ شہر کی فتح قریب ہے۔ مسٹر ڈی ویلرا بھی بھاگ کر بچ نکلا ہے۔

واشنگٹن ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ جرمنی اور امریکہ میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ جنگ کے دعاوی کا تصفیہ کرنے کے لئے ایک کمشن مقرر کیا جائے جو جرمنی کے دعاوی کا فیصلہ کرے۔

لنڈن ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ وہائٹ سٹار لائنر پر دعا کا ہوا ہے اس پر ۱۰۰۰ مسافر ہیں۔ بعد کی خبر ہے کہ صرف دو ملاح مرے ہیں باقی خیر گذری ہے۔

لنڈن ۱۱ اگست کی خبر ہے کہ پانچسو امریکن صنعت وحرفت کے ماہر جو روس میں اس لئے آئے تھے کہ وہاں پر لوہے اور کوئلہ کی کانوں کو شروع کریں۔ ذیل کا تار امریکہ سے اور آنے والوں کو بھیجتے ہیں کہ

خدا کے واسطے امریکہ میں ٹھہرو۔ مرتے ہوئے روسیوں کے لئے روپیہ جمع کرنے کی جگہ مرتے ہوئے امریکن کے لئے روپیہ جمع کرو۔ ہم امریکہ میں واپس پہنچنے پر سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کی بابت حقیقت بیان کرینگے۔

لنڈن ۱۱ اگست کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگورا گورنمنٹ نہیں چاہتی کہ اس کی حدود کے اندر آرمینیا کی ریاست بنائی جائے۔

اس کی یہ بھی مرضی معلوم ہوتی ہے کہ ان مسلمانوں اور یونانیوں کا باہم تبادلہ کیا جا سکے جو ہر دو حکومتوں کی قلمرو میں ہیں۔

سر عبدالرحیم انچارج جیل خانہ جات بنگال نے اپنے عہدہ سے مستعفی ہو گئے ہیں ان کی جگہ مسٹر شیفن کا تقرر ہوا ہے

مسٹر شیفن ممبر قانون بھی ہیں اور اب جیلخانوں کے انچارج بھی ہونگے۔

ایکٹ امتناع اجتماعات مجالس کی رو سے ملتان اور گجرات کے اضلاع کو ۱۱ اگست سے ۶ ماہ کے مزید عرصہ کے لئے مشتہر رقبہ قرار دیا گیا ہے۔



(بقیہ مضمون صفحہ ۲ کالم ۳ سے آگے)

مجھے اطمینان حاصل ہوا۔ میرے گناہ معاف ہوگئے میری زنجیریں ٹوٹ گئیں اور میرا دل آزاد تھا۔ میں اٹھا اور مسیح کے پیچھے ہولیا۔ ایسے آدمی سے پوچھئے جو جانتا ہے۔ پولوس کی شہادت پڑھو۔ عدالت میں ایسے آدمی کی گواہی منظور ہوتی ہے جو گواہی دینے کے قابل ہو۔ پولوس کہتا ہے مسیح بچانے کو آیا۔ وہ بچا سکتا ہے۔ وہ اس کام کے واسطے پیدا ہوا تھا وہ باپ کے پاس سے نجات کا کام پورا کرنے کو آیا تھا وہ خود بھی جانتا تھا کہ میں دنیا کا منجی ہوں چنانچہ آپ نے معترضوں سے اُس نے کہا۔ ابن آدم آیا ہے تاکہ کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈے اور بچائے۔

اُس نے گنہگاروں سے ایسا سلوک کیا جیسا کبھی کسی نے نہیں کیا۔ لوگ کہتے تھے وہ گنہگاروں کا دوست ہے۔ اس کے جواب میں مسیح نے تاکی تمثیل کا چند حصہ آپ ملا۔

خدا ہر کھوئے ہوئے کو مسیح کے وسیلے اپنے پاس بلانا چاہتا ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں گناہوں کی معافی کا معتقد نہیں ہوں تو میں اُس کو پولوس کی مانند سینکڑوں کی گواہی سناتا ہوں جنہوں نے مسیح کے عرفان میں پاک زندگیاں بسر کی ہیں۔

اگر آپ مسیح کے قدموں میں بیٹھتے ہیں تو یہ جہالت نہیں بلکہ اپنے گناہوں کو محسوس کرنے کی علامت ہے اگر آپ اپنے دلوں کی تحقیق کریں تو ضرور ایک منجی کی ضرورت محسوس کریں گے۔ اپنی ذات کو زینہ بزینہ دو اُلٹ پلٹ کر دیکھیں تو کہیں گے۔ اے میرے دل تو سب سے بڑا دھوکہ باز ہے۔ سچ مچ مجھے مسیح کی ضرورت ہے۔ آپ میں سے جو اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہیں۔ بدچلن اور پست ہمت ہو گئے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گناہ سے نجات نہیں۔ میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ مسیح یسوع ان زنجیروں کو توڑ سکتا ہے۔ وہ آپ کو نئے اشخاص بنا سکتا ہے جو کچھ اُس نے پولوس کے لئے کیا آپ کے لئے بھی کرنے کو تیار ہے۔ اُس نے پولوس کو ایک لمحہ میں تبدیل کر دیا تھا آپ کی زندگی بھی پُرلطف اور مبارک بنا سکتا ہے۔

جہان کو یسوع کی ضرورت ہے۔ دنیا ایک ایسے شخص کی خواہاں ہے جو اپنے وعظ کے درمیان رک کر گواہی دے سکے کہ یہ بات سچ ہے کیونکہ مسیح نے مجھے بچایا ہے یسوع مسیح سے اپنا شخصی لگاؤ نہ توڑیں۔ اگر ایسا کریں گے تو زندگی میں فتح نصیب نہ ہوگی۔ پولوس کبھی اپنا تجربہ نہ بھولا اور اس کی زندگی کی سب سے بڑی سپر اس کی تبدیلی تھی۔

خدا یہ نہیں پوچھتا کہ تم کیا کچھ جانتے ہو بلکہ یہ کہ تمہارے دل میں کیا ہے . . . .

. . . آپ اپنے دانتوں کی بھی پتہ ابھی دیتے ہیں مگر آپ کا دل فاقہ کشی کرتا ہے۔ یسوع کے پاس دل کی صفائی سے بیٹھتے ہیں نہ کہ عقل سے

آپ فضل کی بابت کیا جانتے ہیں جو آپ کو اس کی رفاقت سے واقفیت ہے۔ پولوس کا یہ خط پڑھئے اس باب کی بابت ہر شخص تجویز ہے۔ یہ انتخاب زندگی کے حالات ہیں۔ یہ بات ہر طرح سے قبول کرنے کے لائق ہے کہ . . . . . الخ۔ وہ اس بات سے نہ گھبراتا تھا نہ شرم کھاتا تھا اپنی اصلیت بتلانے سے نادم نہ تھا اور آپ کو معلوم ہے کہ اس کی گواہی سے کیسے کیسے شکستہ دلوں کو دلاسہ ملی ہے۔

بعض لوگ اپنی پرانی زندگی بھول جاتے ہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے تمدنی تعلقات کو زندگی عجیب مذاق ہے کہ بعض آدمی اس چیز کی کمال حفاظت کرتے ہیں جو اُن کو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔

خدا کی حمد کرو۔ پولوس گرا تھا۔ جب خدا کو جان کر تو دوسروں تک یہ خوشخبری پہنچاؤ۔ فضل کا تجربہ خود کیجئے اور دنیا میں اس کا شہرہ پھیلاؤ۔ دنیا اس کی منتظر ہے اگر مسیح کو پیار کرتے ہو تو اس کی بابت لوگوں کو بتلاؤ اپنے آپ کو مسیحی کہنا کافی نہیں ہے۔ اس کی مانند زندگی بسر کرو۔

مترجم۔ جلال الدین۔ کوہ منصوری۔

درخواست

شفاخانہ مرض چشم گوجرانوالہ کرسچن کے ڈپٹی کمشنر صاحب کی میم صاحب نے ایک گراموفون باجہ مریضوں کی طبیعت بہلانے اور مریضوں کو خدا کا کلام سنانے میں مدد کے لئے بطور عطیہ دیا۔ ایک درجن سے زیادہ انگریزی گیتوں کے ریکارڈ میاں کے ڈسٹرکٹ انجینئر صاحب نے عطا کئے۔ مگر شفا دینے کے کام کے لئے ہمیں اردو اور انگریزی مسیحی گیتوں کے ریکارڈوں کی بڑی ضرورت ہے۔ خاصکر اردو زبان میں خیر مسیح کی زندگی تعلیم اور معجزات کے متعلق جو بڑی تصویریں ہوتی ہیں۔ جیسے کہ اکثر سنڈے سکول میں استعمال ہوتی ہیں یا جیسے نیلسن بائبل تصویریں ہیں جن سے ناخواندہ غیر مسیحیوں میں منادی کا کام زیادہ آسانی سے ہو سکتا ہے دکھانی ہیں۔ ہم التماس کرتے ہیں کہ وہ ہم لوگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خدا سے التجا کریں کہ وہ کلام الٰہی کی بشارت کے لئے ہماری ضروریات کو پورا کرے اور ہم سب کو اور ہمارے کام کو اپنے جلال کے لئے استعمال کرے۔

مسیح میں آپ کا خادم۔ ڈاکٹر۔ ای۔ چارلس
میڈیکل افسر۔

نور افشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوشش کیجئے۔

نوٹس

بیت الم چک نمبر ۴ ڈاکخانہ چوچک ضلع منٹگمری کے زمین ۔ نیلام کے ذریعہ زمین ملنے کی امید پر جو شخص روپیہ جمع کرتے ہیں اُن کو کسی قسم کی غلط فہمی کے رفع کرنے کے واسطے خبر دی جاتی ہے کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے [illegible] مشنری سوسائٹی کا اس معاملہ سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے متعلق ایک رسالہ جام قاصد ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو پادری جیمس ولیم نے محمود رضا سٹیم پریس لاہور کی معرفت شائع کیا تھا جس کے پہلے صفحہ پر غلطی سے درج کیا گیا تھا کہ ایڈیٹر پادری پریم چند ساکن منٹگمری ہیں۔ اس پر بندہ نے پادری جیمس ولیم کو تحریر کیا تھا کہ آئندہ کے قاصد میں اس غلطی کو رفع کیا جاوے۔ لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے اس کے بعد کوئی قاصد شائع نہیں ہوا اور اس واسطے یہ غلطی رفع نہیں ہوئی۔ اس واسطے ہر خاص و عام کو خبر کرتا ہوں کہ وہ اس چک کے انتظام وغیرہ سے اور نیز اس رسالہ قاصد سے بندہ کا کوئی تعلق تھا اور نہ ہی اب ہے۔

الراقم۔ پادری پریم چند۔ این۔ ایم۔ ایس منٹگمری۔

ضرورت

میوچل پراویڈنٹ فنڈ کو ایک اسسٹنٹ کی ضرورت ہے جسے دفتر کے کام کا بخوبی تجربہ ہو خصوصاً ٹائپ رائٹنگ کی اچھی مشق رکھتا ہو۔ درخواست کنندہ مسیحی ہو۔ تنخواہ [illegible] سے [illegible] ماہانہ روپیہ دی جائیگی۔ درخواستیں معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر آنی چاہئیں۔

المشتہر

مینیجنگ ڈائرکٹرز کرسچین میوچل پراویڈنٹ فنڈ لمیٹڈ
نکلسن روڈ۔ لاہور۔

ضرورت

زنانہ مشن ہاسپٹل ترن تارن پنجاب کے لئے ایک تجربہ کار نرس کی ضرورت ہے۔ درخواستیں چٹھیوں کی نقول کے ساتھ پتہ ذیل پر روانہ کیجائیں۔ المشتہر۔
مس سی۔ ایم۔ گبسن صاحبہ۔ ہسپتال جنگ شملہ۔

ضرورت

مسیحی لڑکوں کے سکول کے لئے ایک تجربہ کار ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ لڑکوں کی پڑھائی دسویں جماعت تک ہے۔ نیک چلن اور کام کے تجربہ کی چٹھیوں کے ساتھ ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھیجنی چاہئیں۔

مسز اے۔ بے وینس۔ امریکن مشن منٹگمری

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر [illegible]۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودھیانہ

[illegible] سے قائم ہے

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور کامل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۲۱ء سے تین جماعتیں [illegible] ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

ہر سال کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن ہائی سکول میں داخل ہوتے ہیں۔

شرح خرچ خوراک فی طالب علم چھ روپیہ ماہوار اور ہائی کلاس سے بالائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔

کورس فیس سرکاری فیس کا ½ ہے۔ متفرق خرچ اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں [illegible] تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مژدہ

مینیجر نورافشاں کی طرف سے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جو خریدار ایک نیا خریدار نورافشاں بنا کر اُس کا پتہ مینیجر کے دفتر میں بھیجدیوے اور اُن کے نام پر نورافشاں کم از کم ایک سال کے لئے جاری کرا دیوے تو ایسے خریدار کو ایکماہ مفت اخبار دیا جائیگا۔

مینیجر نورافشاں

پادری ڈبلیو۔ بے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نورافشان ایجرٹن روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیاکشن صاحب پرو پرائٹر چھپا۔